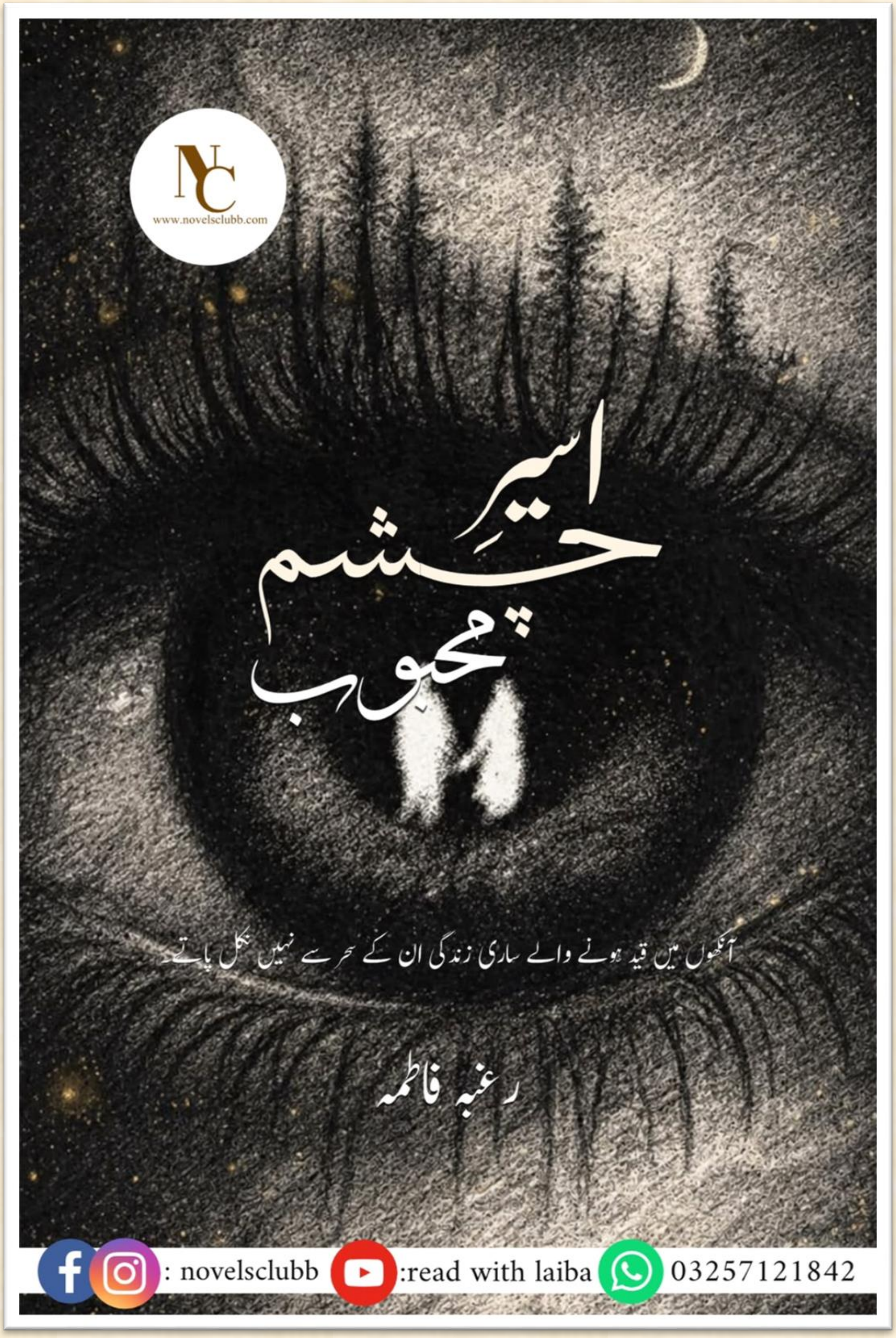
NC
www.novelsclubb.com
اسیرِ چشمِ محبوب
آنکھوں میں قید ہونے والے ساری زندگی ان کے سحر سے نہیں نکل پاتے
رغبہ فاطمہ
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

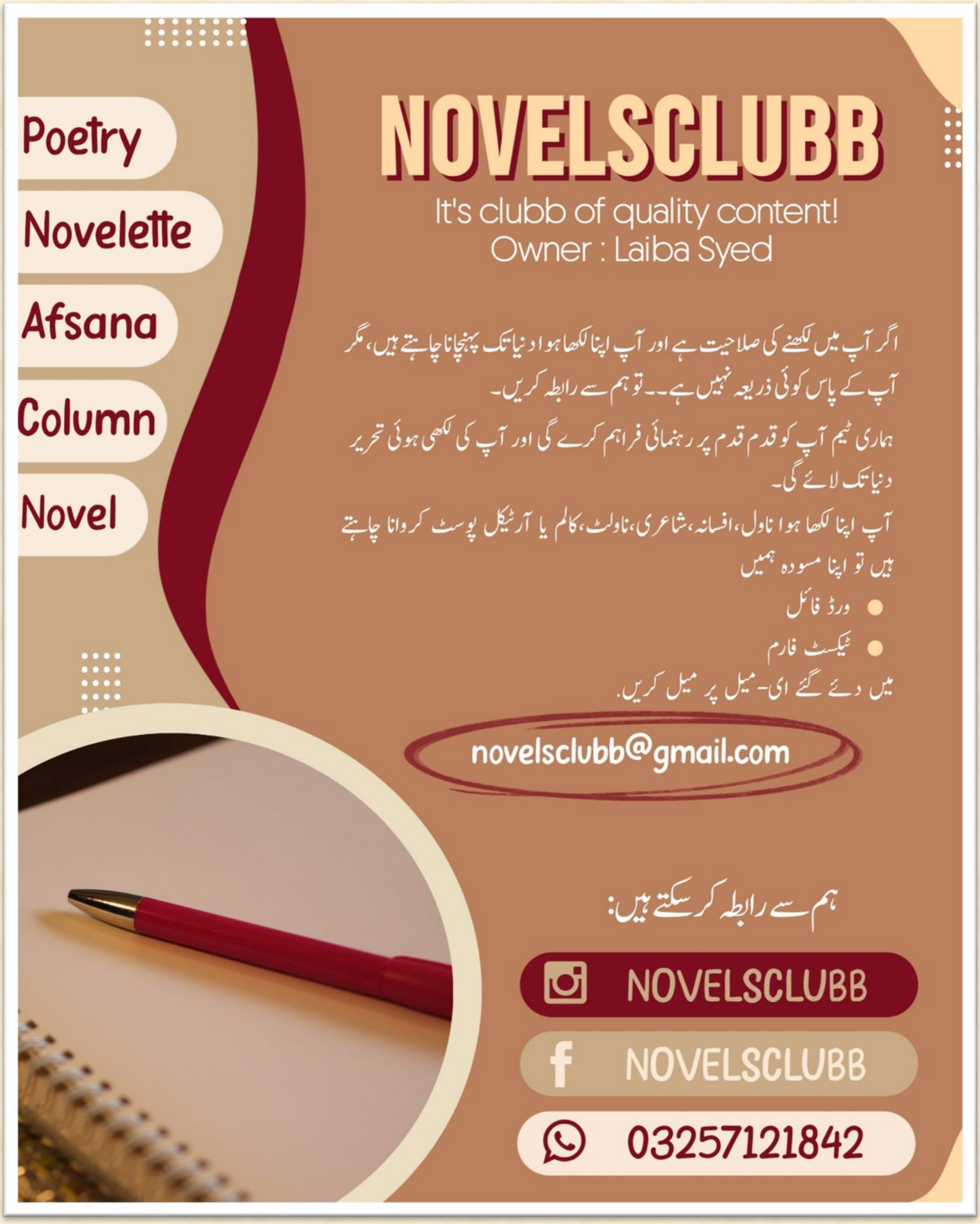
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

اسیرِ چشم محبوب

از قلم

رغبہ فاطمہ

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

انتساب

میں اپنی پہلی تحریر "اسیر چشم محبوب" اللہ کے نام کرتی ہوں جس عظیم ذات کا ہم پر سب
سے زیادہ حق ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر 1

سورج کی روشنی میں سیاہ گاڑی چمک رہی تھی۔ وہ اپنے تین سالہ بیٹے احمد کا ہاتھ پکڑے گاڑی کے پاس کھڑی اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی۔ تیز دھوپ کی وجہ سے اس کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑی ہوئی تھی۔ وہ سامنے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی کہ احمد نے اس کے دوپٹے کا پلو کھینچ کر اسے متوجہ کیا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"ممی میں تھک گیا ہوں۔ مجھے اٹھائیں۔" اس نے اپنے ننھے ننھے ہاتھ ہوا میں بلند کیے۔

"اب آپ تھوڑے بڑے ہو گئے ہو میرے شہزادے۔ اب ممی آپ کو نہیں اٹھا پاتیں۔"

اس نے جھک کر نرمی سے اپنے بیٹے کے رخسار چھوئے۔

"تو کیا اب میں گاڑی چلا سکتا ہوں؟" اس نے معصومیت سے آنکھے جھپکا کر سوال کیا۔

"نہیں اتنے بڑے نہیں ہوئے۔" اس نے متبسم چہرے کے ساتھ جواب دیا۔

"لیکن ابھی تو آپ نے کہا بڑا ہو گیا ہوں۔ بڑے لوگ تو گاڑی چلا سکتے ہیں۔" اس نے ماں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں بڑے لوگ۔ بچے نہیں۔ آپ ابھی گاڑی چلانے جتنے بڑے نہیں ہوئے۔ آپ ابھی چھوٹے ہی ہو۔ بس اتنے بڑے ہوگئے ہو کہ ممی آپ کو نہیں اٹھا سکتی لیکن بابا آپ کو اٹھا سکتے ہیں۔"اس نے بیٹے کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اسے سمجھایا۔

"اوکے۔" احمد نے منہ بسور لیا۔ اس کو گاڑیاں بہت پسند تھی۔ اس کے کھلونوں میں بھی صرف گاڑیاں ہی گاڑیاں تھی۔ اسے اپنے بابا کی طرح اصلی گاڑی چلانے کا بہت شوق تھا۔

وہ اس کے گال پر بوسہ دے کر کھڑی ہو گئی۔ سامنے سے اسے ادریس (اس کا شوہر) آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ ہمیشہ کی طرح ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ وہ گاڑی کی چابی کو انگلی پر گھماتا ہوا ان کے پاس آیا اور پہلے احمد کو اٹھا کر گاڑی کی پچھلی نشست پر بٹھایا اور پھر اپنی بیوی کے لیے ہمیشہ کی طرح فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

"تشریف رکھیئے مالکن۔"اس نے ایک دلنشیں مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

وہ اس کے یوں مالکن کہنے پر مسکرائی اور اندر بیٹھ گئی۔ اسے قہقہہ لگانے کی عادت نہیں تھی۔ ادریس نے ایک لمحہ رک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا اور پھر دروازہ بند کر کے دوسری طرف سے آکر خود بھی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"تو پھر چلے ٹیم؟"اس نے بلند آواز میں پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چلیں۔" احمد نے پر جوش آواز میں نعرہ لگایا۔

گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ اطراف میں لگے درخت تیزی سے پیچھے چھوٹ رہے تھے۔ مطلع ابر آلود تھا۔

"میرا بیٹے بڑا ہو کر کیا بنے گا؟ ڈاکٹر یا اپنے بابا کی طرح بزنس مین؟" ادریس ڈرائیو کرنے کے ساتھ ساتھ احمد سے باتیں بھی کر رہا تھا اور وہ کھڑکی سے باہر کے نظارے دیکھ رہی تھی۔

"مما نے کہا ہے کہ آپ کو ایک اچھا انسان بننا ہے اور۔۔۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت۔۔۔ پر چلنا ہے۔" احمد نے اپنی ماں کی نصیحت یاد کر کے باپ کو بتائی۔

بیٹے کی بات سن کر وہ متبسم ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بے شک اللہ نے اسے بہت نیک عورت عطا کی تھی جو اس کی اولاد کی بہترین پرورش کر رہی تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے بیٹے کی ایسی باتیں سن کر حیران ہوتا اور سب سے زیادہ حیران وہ تب ہوتا جب اس کا بیٹا کوئی کام حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے مطابق کرتا۔ تین سال کی عمر میں اس کا بیٹا ہر کام بہت سمجھداری سے کرتا تھا۔ وہ عام بچوں کی طرح کارٹونز نہیں دیکھتا تھا بلکہ وہ اپنی ماں کے ساتھ ایک تسبیح لے کر بیٹھ جاتا اور اللہ اکبر کی تسبیح پڑھتا تھا۔

آخر کار احمد سوال پوچھ پوچھ کر تھک گیا اور نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ گاڑی میں خاموشی کا راج ہو گیا۔ ادریس کی نظریں بار بار اپنی شریکِ حیات کی طرف اٹھ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھتا پھر سامنے دیکھ کر مسکرانے لگتا۔

"ادریس ڈرائیونگ پر توجہ دیں۔ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں بار بار۔ کیا وجہ ہے؟" اس نے آہستہ آواز میں پوچھا تا کہ کہیں احمد کی آنکھ نہ کھل جائے۔

"تم ہو وجہ۔ جب ساتھ اتنی خوبصورت بیوی بیٹھی ہو تو سامنے کون دیکھے؟" اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

"آپ بھی نا بس۔" وہ جھینپ گئی۔

"میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں تو دل سے اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے تم جیسی ہم سفر عطا کی۔ تم ساتھ ہو تو ہر سفر حسین ہے اور منزل دلکش۔" اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چوما۔

"آپ سامنے دیکھ کر گاڑی چلائے ورنہ ہم سب کہیں اور ہی پہنچ جائیں گے۔" اس کے رخسار گلابی ہو رہے تھے۔ اس نے ہاتھ چھڑانا چاہا مگر ادریس کی گرفت ڈھیلی نہ پڑی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میرا ہاتھ چھوڑیں اور سامنے توجہ دیں۔ یہ نہ ہو آج سچ میں اصل منزل پر ہی پہنچ جائیں۔ پہلے بھی ایک دفعہ کہہ چکی ہوں۔ آپ سنتے نہیں۔۔۔" ابھی وہ بول رہی تھی کہ اچانک فضا میں ایک چرچراہٹ گونجی۔ ٹائروں کے زمین پر رگڑ کھانے کی آواز۔ اس نے فوراً اسٹیرنگ گھمایا۔

"ادریس۔۔۔" ایک زوردار دھماکہ ہوا اور شیشے ٹوٹنے کی آواز آئی اور پھر ہر چیز تاریکی میں ڈوب گئی۔

-x-x-x-x-xx

ادریس احمد کا ہاتھ پکڑے کھڑا اپنی ولیمے کی تصویر دیکھ رہا تھا۔ اس تصویر میں وہ اپنی دلہن کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ وہ مسکراہٹ بہت خالص تھی۔ ساتھ کھڑے احمد کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور اس کے بھرے بھرے گال گلابی ہو رہے تھے۔

"مما ہمیں کیوں چھوڑ کر چلی گئیں؟" اس نے کہتے ہوئے رونا شروع کر دیا۔

"کیونکہ ان کا جانا ضروری تھا۔" اس نے اپنے بیٹے کو گود میں اٹھایا اور نرمی سے اس کے آنسو پونچھ کر اسے سینے سے لگایا۔

"کیا ہم ان کے پاس نہیں جا سکتے؟" اس نے باپ کے سینے پر سر ٹکائے سوال کیا۔ آنکھوں سے آنسو نکل کر ادریس کی شرٹ میں جذب ہو رہے تھے۔

"نہیں میرا بچہ، وہ جگہ بہت دور ہے۔" اس نے اس کے سر کو تھپکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں بھی نم ہو رہی تھیں اور وہ بھی اپنے بیٹے جتنی شدت سے ہی اسے یاد کر رہا تھا۔

"کیا وہ ہمارے بغیر رہ سکتی ہیں؟" احمد نے سر اٹھا کر معصومیت سے پوچھا۔ اس کی مما تو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی تھیں، اب اتنا دور کیسے چلی گئی تھیں؟

"وہ بہت سٹرانگ ہیں۔" اس نے بیٹے کے رخسار پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر کہا۔ اس کا دل اداس تھا، اسے گئے دو مہینے گزر گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا ہم اب اکیلے رہیں گے؟" احمد اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"نہیں۔" اس کی نظر اب پھر تصویر پر جم گئی تھی۔

"تو پھر؟" احمد نے باپ کے چہرے کا رخ اپنی طرف موڑا۔

اس نے آنکھوں کے سامنے چھائی دھند کو آنکھیں جھپکا کر زائل کیا اور مسکرا کر کہا: "ہم نئی مما لے آئیں گے۔"

وہ مسکراہٹ بھی زبردستی کی تھی۔بیٹے کو دیکھ کر ہمیشہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ چھا جاتی مگر اب بیوی کی یاد مسکرانے بھی نہیں دے رہی تھی۔

"لیکن مجھے نئی مما نہیں چاہیئے۔مجھے تو اپنی پرانی والی مما ہی چاہیئے۔"احمد نے اس کی گود سے اترنے کی کوشش کی۔اس نے اسے نیچے اتار دیا اور وہ جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

ادریس کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ چھا گئی۔شاید اسے کچھ یاد آیا تھا۔

"میرا دل...اس کا کیا؟وہ تو عرصہ ہوا صرف ان آنکھوں کے لیے ہی دھڑکتا ہے۔اس کے بعد میں کسی سے دل نہیں لگا سکتا چاہے وہ میری بیوی ہی کیوں نہ ہو۔دل کے دروازے اس کے آنے کے بعد بند ہو چکے ہیں۔وہ ہی اس دل کی اکلوتی مکین ہے اور ہمیشہ رہے گی۔دس سال گزر گئے لیکن وہ نیلی جھیل جیسی آنکھیں مجھے آج بھی ویسے ہی اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ میں تو آج بھی ان آنکھوں کا اسیر ہوں۔اب تو زنجیریں مزید مضبوط اور قید تنگ ہو گئی ہے اور رہائی۔۔۔وہ تو ناممکنات میں سے ہو گئی ہے مگر رہائی چاہیئے بھی کسے؟

یاد کرتے ہیں جب جب ان آنکھوں کی دلکشی کو

داد دیتے ہیں تب تب اس مصور کی مصوری کو"

اس نے زیرِلب وہی شعر دہرایا جو وہ ہمیشہ اسے یاد کرتے ہوئے کہتا تھا اور پھر بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ لے گیا۔

×-×-×-×-×-×

دس سال پہلے

لندن کی فضا میں خنکی تھی مگر ہال کے اندر کا موسم گرم تھا۔موسیقی کی مدھم آواز اور لوگوں کے قہقہے ہال میں گونج رہے تھے۔وہ اپنے دوست کے اصرار پر اس کی برتھ ڈے پارٹی میں آیا تھا۔ وہاں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ تھی جنھوں نے انتہائی بے باک لباس پہن رکھے تھے۔وہ ایسے ماحول میں ہمیشہ غیر آرام دہ محسوس کرتا۔اس کی نظر مسلسل اپنے بوٹوں پر ہی جمی ہوئی تھی۔حیا اس کی فطرت کا حصہ تھی۔

وہ یونہی اپنا بوٹ زمین پر رگڑ رہا تھا کہ اچانک ایک بہت بلند آواز قہقہہ سنائی دیا۔اس نے اس جانب دیکھا۔وقت جیسے تھم گیا، دل زور زور سے دھڑکنے لگا، سانس ساکن ہوگئی۔وہ اپنی نظر ہٹانا بھول گیا۔اس کی نظر ان آنکھوں پر ٹھہر
گئی۔وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی جس کے بال بھورے تھے۔
وہ کسی لڑکی کے ساتھ کھڑی ہنسی سے بے حال ہو رہی تھی۔

اس کے لباس کی تراش خراش ایسی تھی کہ اس کا ایک کندھا اور ٹانگیں برہنہ تھیں۔اس کی رنگت دودھ جیسی سفید تھی، ناک اٹھی ہوئی اور ہونٹ گلابی تھے۔

اس نے بہت ہلکا میک اپ کیا ہوا تھا اس کی نظر اس کی آنکھوں پر ہی ٹھہری ہوئی تھی۔وہ نیلی جھیل سی آنکھیں۔ان آنکھوں میں ایسی مقناطیسی کشش تھی کہ اسے اپنے آس پاس کا کوئی ہوش ہی نہ رہا۔وہ بس ان آنکھوں کو ہی دیکھتا رہا۔اسے نہ اس کا بے باک لباس نظر آیا نہ ہی اس کے بلند قہقہے برے لگے۔برے لگتے اگر وہ اس کی آنکھوں میں گم نہ ہوتا۔

"ادریس۔کس کو گھور رہے ہو؟"اس کے دوست نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"کسی کو نہیں جیمز۔میں تو ویسے ہی بس۔۔۔"وہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔سمجھ نہ آیا کہ وہ اسے ایسے کیوں گھورنے لگا تھا۔

"لیکن مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ تم سیلیسٹ کو گھور رہے تھے۔ویسے وہ ہے ہی اتنی خوبصورت۔اس جیسی کوئی اور لڑکی ہماری کلاس میں نہیں ہے۔"جیمز نے تبصرہ کیا۔

"وہ لڑکی ہماری کلاس کی ہے؟"ادریس نے حیرت سے جیمز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سیلیسٹ کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں نا۔تمہیں نہیں پتا؟"جیمز کو اس کے سوال پر حیرت ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا اسے۔" اسے حیرت ہوئی کہ وہ اس کی کلاس میں تھی۔ یہ ان کی پڑھائی کا آخری سال تھا اور وہ اپنے سب کلاس میٹز کو جانتا تک نہیں تھا۔

"تمہیں پڑھائی سے تو فرصت ملے۔" جیمز نے اس پر طنز کیا۔

"اگر میں بھی نہ پڑھائی کروں تو ہم تینوں فیل ہو جائیں۔" اس نے بھی بدلے میں اسے جتایا کہ اگر وہ نہ پڑھے تو ایگزامز میں ان کی مدد کون کرے گا۔

"کیوں اسے گھور رہے ہو؟ میں تم سے بات کر رہا ہوں۔" اسے جیمز کا سیلیسٹ کو گھورنا برا لگا۔

"آؤ ادھر جاتے ہیں ہینری کے پاس۔ اس کا برتھ ڈے ہے۔ ہمیں اس کے ساتھ ہونا چاہیے۔" جیمز نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے گیا۔

وہ ہینری اور جیمز کے ساتھ کھڑا گپ شپ لگا رہا تھا کہ جیمز ہینری کے چہرے پر کیک لگانے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ بچ کر بھاگ گیا۔ جیمز اس کی پیچھے دوڑا تو وہ اکیلا رہ گیا۔ وہ ان کی شرارتوں پر مسکرا رہا تھا کہ ایک دم کوئی اس سے آ کر ٹکرایا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ وہی تھی۔ نیلی آنکھوں والی۔

"آئی ایم سوری۔" سیلیسٹ نے اپنی سہیلی کو گھورتے ہوئے اس سے کہا جس نے اسے مذاق میں دھکا دیا تھا لیکن اس کی سماعت نے کچھ نہ سنا۔ وہ اب ان آنکھوں کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس سے چند انچ کے فاصلے پر تھی۔ اس نے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ جیسے اس نیلی جھیل میں ڈوب گیا۔

"وہ مجھے اس نے دھکا دیا تھا۔" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" اس نے کہہ کر بڑی مشکل سے نگاہوں کا رخ موڑا۔ وہ وہاں سے چلی گئی مگر وہ نہ جانے کتنی دیر وہی کھڑا رہا۔ وہ قیدی بن گیا تھا۔ ایک نیلی جھیل کا قیدی۔

×-×-×-×-×-×

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کے اس پہر پورا لندن نیند کی آغوش میں تھا۔ وہ اپنے بستر پر لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بس صرف وہی آنکھیں تھیں۔ کمرے میں چھائی خاموشی اس کے اندر لگی آگ کو مزید بھڑکا رہی تھی۔ وہ نیلی جھیل جیسی آنکھیں اس کے دل پر نقش ہو گئی تھیں۔

اس نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔ وہ عام نوجوانوں کی طرح نظریں لڑانے والا نہیں تھا۔ اس کی تربیت ایک مذہبی گھرانے میں ہوئی تھی۔ وہ نماز کا پابند تھا۔ روز قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا اور ہر وقت اللہ کی محبت اور خوف دل میں رکھتا تھا۔ کسی نامحرم کی طرف نظر

ڈال کر ہٹانا بھول جانا اس کے لیے حیرت کا باعث تھا۔ وہ اتنا کمزور ایمان تو نہیں رکھتا تھا کہ ایک نظر سے خراب ہو جائے۔

"استغفراللہ! میں کیا کر رہا ہوں؟ یہ سب میرے لیے ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے کہہ کر اپنا ذہن کسی اور طرف لگانے کی کوشش کی۔ اس نے پروفیسر کے پڑھائے گئے کل والے لیکچر کو یاد کرنا چاہا مگر اس کے تصور میں وہ آنکھیں کسی بن بلائے مہمان کی طرح آ رہی تھیں۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسے اس کا ضمیر ملامت کر رہا تھا کہ اس نے آخر اس طرف دیکھا ہی کیوں۔ اس کا خول کسی اجنبی کی آنکھیں نہیں توڑ سکتی تھیں۔ اس نے وضو کا ارادہ کیا تا کہ اس کی یہ بے چینی ختم ہو سکے۔ وضو کر کے وہ مصلے پر کھڑا ہو گیا۔ نیت باندھی اور نفل پڑھنے لگا۔ پہلی ہی رکعت میں اس کے ذہن کی سکرین پر وہ نظر آئی۔ اسے نماز بھولنے لگی۔ وہ رکوع میں دوسرا کلمہ پڑھنے لگا۔ جب اسے احساس ہوا تو اس نے نماز توڑ دی اور اللہ سے دعا مانگی۔

"یا اللہ! میں اپنے خیالات کی لغزش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میری مدد فرما۔" دعا مانگ کر درود شریف پڑھا اور ایک بار پھر نیت کر کے نماز پڑھنے لگا۔ اس نے بڑی مشکل سے دو رکعت ادا کیں اور پھر اللہ کے حضور ہاتھ پھیلائے۔

Clubb of Quality Content

"یا اللہ! میں تیرا گنہگار بندہ ہوں۔ تو رحمان ہے۔ میرے گناہوں کو معاف فرما۔ میری اصلاح فرما اور مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ وہی راستہ جو تیری طرف آتا ہو۔ مجھے ایک اچھا انسان اور مسلمان بننے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔" دعا کر کے اسے تھوڑا سکون ملا۔

کبھی کبھی ایک پل بھی پوری زندگی پر اثر چھوڑ دیتا ہے۔

اس نے الماری سے قرآن پاک نکالا اور تلاوت شروع کر دی۔ وہ بلند آواز میں پڑھنے لگا تاکہ اس کی آواز اس کے اندر کے شور کو دبا سکے۔ کچھ دیر اس کا دل سنبھلا مگر جب وہ آیات کے ترجمے پر غور کرنے لگا تو اس کے ذہن میں وہ منظر دوبارہ گھومنے لگا۔ وہ بلند قہقہہ اور پھر اس کا ان آنکھوں کو تکنا اور اس لڑکی کا اس کی آنکھوں میں جھانکنا۔

Clubb of Quality Content

"مجھے کیا ہو گیا ہے؟" اس نے سوچا اور پھر قرآن پاک کو واپس الماری میں رکھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ وہ تاریک آسمان کو دیکھ رہا تھا جس پر کسی ستارے یا چاند کا عکس موجود نہ تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں تو ان میں جلن محسوس ہوئی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک گہری سانس بھری اور تاریکی پر نظر جمائی اور پھر نہ جانے کیسے ساری رات اسی طرح گزر گئی۔ اضطراب، بے چینی، حیرت اور ملال میں۔

×-×-×-×-×-×

پروفیسر کا لیکچر جاری تھا۔ باہر موسلا دھار بارش اور کمرے میں پروفیسر کی یکسانیت بھری آواز لوری سے کم نہ لگتی تھی۔ ادریس جو ہمیشہ پہلی نشست پر بیٹھ کر غور سے لیکچر سنتا اور نوٹس بناتا تھا، آج بہت تھکا ہوا لگتا تھا۔ اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا اور آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں۔ وہ جاگنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ پھر نا جانے کیسے اس کا سر ڈیسک پر ٹک گیا اور اس کی آنکھ لگ گئی۔

جیمز اور ہینری جو اس کے ارد گرد بیٹھے تھے حیران بھی تھے اور شرارت پر آمادہ بھی۔ ادریس جیسا سٹوڈنٹ کلاس کے دوران سویا ہوا ہو تو ایسا موقع وہ بھلا ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتے تھے۔ جیمز نے اپنی موبائل کو چپکے سے جیب سے نکالا اور کچھ ڈھونڈنے لگا۔ وہ گاہے بگاہے ایک نظر پروفیسر پر بھی ڈال دیتا کہ کہیں وہ پیچھے نہ مڑ جائیں۔ آخر کار اسے وہ مل گیا جس کی اسے تلاش تھی۔ اس نے کوئی آڈیو آن کی اور موبائل کو بہت احتیاط سے ڈیسک کے نیچے پکڑ لیا۔ اس کا موبائل ادریس کی طرف تھا کیونکہ ان کا ایک ہی ڈیسک تھا اس وجہ سے یہ اس کے لیے مشکل نہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چند سیکنڈ بعد ہی پوری کلاس میں خراٹوں کی آواز گونجنے لگی تو پروفیسر نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ انہیں ادریس اطمینان سے سوتا ہوا دکھائی دیا تو وہ اس کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ ساری کلاس ہنس رہی تھی۔ پروفیسر نے اس کا کندھا ہلایا۔

"ادریس! تم سو رہے ہو؟ ریئلی؟" پروفیسر نے حیرت سے پوچھا۔ انہیں اس سے اس حرکت کی توقع نہیں تھی۔

"جی۔۔۔ نہیں سر۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔ پتا نہیں کیسے۔۔۔" وہ ایک دم ہڑبڑا کر کھڑا ہو گیا۔ اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا جواب دے۔

"آر یو فائن؟ (تم ٹھیک ہو؟)" انہوں نے اس کی گڑبڑاہٹ محسوس کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

وہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ کچھ دنوں سے وہ کلاس میں پروفیسر کے کسی سوال کا جواب نہیں دے رہا تھا۔ وہ اسے نوٹ کر رہے تھے کہ وہ ڈسٹرب تھا۔

"اگر تم گھر جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگتی۔ از ایوری تھنگ فائن؟" انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تشویش سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں سر! ایوری تھنگ از فائن۔ بس میرے سر میں درد تھا تو میں نے پین کلر لی تھی۔ اسی کا اثر ہے۔ میں گھر نہیں جانا چاہتا ہوں۔" اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ مارا۔

"اوکے. پھر کلاس پر توجہ دو۔" وہ کہہ کر دوبارہ پڑھانے لگے۔

ہینری اور جیمز ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ سر نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں۔ اس کی جگہ وہ ہوتے تو سر ان کا قیمہ ہی بنا دیتے۔ جب چھٹی کا وقت ہوا اور وہ سیڑھیوں سے اتر رہے تھے تو ہینری نے ادریس کے سر پر ہلکا سا تھپڑ لگایا۔

"کیا مصیبت ہے؟" ادریس جو عام طور پر بہت پر سکون اور ٹھنڈے دماغ کا انسان تھا، اسے آج غصہ آگیا۔

"کچھ نہیں، لیکن تمہیں ضرور کچھ ہوا ہے۔" اس بار جیمز نے کہا۔

"مجھے کیا ہونا ہے؟" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"کچھ تو ہوا ہے۔ آج ہماری شرارت کی تمہیں بھنک بھی نہیں پڑی ورنہ تو تم ہمیشہ چوکنا رہتے ہو۔" ہینری نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟ کیسی شرارت؟ کیا کہہ رہے ہو تم لوگ؟" اس نے حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"جب تم سوئے ہوئے تھے تو ہم نے خراٹوں کی وائس آن کی تھی. لیکن تم اتنے گہرے سوئے ہوئے تھے کہ تمہیں احساس ہی نہیں ہوا اور پوری کلاس تم پر ہنس رہی تھی۔ پروفیسر بھی اسی وجہ سے متوجہ ہوئے ورنہ وہ تو اپنا پڑھانے میں ہی مصروف تھے، وہ کب کلاس کی طرف دیکھتے ہیں۔ صرف سوال جواب کے وقت ہی دیکھتے ہیں۔" جیمز نے سارا معاملہ اس کے سامنے کھول کر رکھا تو اسے جیسے صدمہ ہوا۔

"کتنے بدتمیز ہو تم لوگ! تم لوگ جب روز سوتے ہو تو میں نے کبھی ایسی حرکت کی؟ پروفیسر کیا سوچتے ہوں گے میرے بارے میں؟ تم دونوں بڑے ہی لعنتی ہو۔" اس نے جیمز کے بال مٹھی میں جکڑ کر کھینچے۔

اتنے میں ہی ہینری وہاں سے بھاگ گیا۔ اب وہ دونوں آگے بھاگ رہے تھے اور ادریس ان کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ آخر کار وہ دونوں اس کے ہاتھ آ ہی گئے کیونکہ آگے چھت ختم تھی اور باہر تیز بارش ہو رہی تھی، اس لیے وہ وہیں رک گئے۔ ادریس نے انہیں جا لیا اور پھر ان دونوں نے ادریس سے اچھی خاصی مار کھائی۔ مار کھانے کے باوجود بھی وہ دونوں ڈھیٹوں کی طرح ہنس رہے تھے۔

"جی۔۔۔ سر۔۔۔ میں۔۔۔ وہ کل۔۔۔ سر درد۔۔۔ پین کلر۔۔۔" جیمز نے ادریس کی نقل اتاری اور پھر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر پریشانی سے ادھر ادھر دیکھا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ ہینری اس کا یہ تماشہ دیکھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتا ہوا زمین پر بیٹھ گیا۔ ادریس بازو باندھے کھڑا رہا؛ وہ اپنی امڈتی ہوئی مسکراہٹ چھپانے اور ناراضگی دکھانے کے لیے رخ موڑ کر کھڑا رہا۔ مگر بہت ضبط کے بعد، ان دونوں کو دیکھ کر وہ بھی ہنسنے لگا۔ ایک تو ان کی حرکتیں ایسی تھیں اوپر سے مار کھانے کے بعد ان کا حلیہ بھی بالکل فقیروں جیسا لگ رہا تھا۔ وہ کبھی ایک دوسرے کے اڑے ہوئے بالوں کو دیکھتے تو کبھی پھٹے ہوئے کالر کو تو کبھی پھٹی ہوئی ٹائی کو۔ ایک دوسرے کا یہ حال دیکھ کر وہ ہنستے ہی جا رہے تھے۔ آس پاس سے گزرتے ہوئے سٹوڈنٹس انہیں تعجب سے دیکھ رہے تھے۔

جب ہنس ہنس کر ان کا جبڑا دکھنے لگا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے کپڑے جھاڑے۔ ادریس کے کپڑے سلامت تھے۔ اس نے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ مار کر انہیں صحیح کیا۔ اس کا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا۔ جیمز اور ہینری اس سے مل کر اپنے گھر کے لیے روانہ ہو گئے۔

وہ وہیں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس نے اپنے بیگ سے چھتری نکالی اور اسے کھول کر جانے لگا کہ اس کی نظر سیلیسٹ پر پڑی جو شاید بارش کے تھمنے کا انتظار کر رہی تھی۔ جب سے اس کی نظر

Clubb of Quality Content

پارٹی میں اس سے ملی تھی، تب سے وہ اسے روزانہ کلاس میں دکھائی دیتی بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ اسے کلاس میں صرف وہی دکھائی دیتی۔ وہ اسے دیکھ کر ہمیشہ مسکراتی۔ مسکرانے سے اس کی بڑی بڑی آنکھیں چھوٹی ہو جاتیں۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا بھی نہ پاتا۔

وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں کا رخ آسمان کی طرف تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھتری کو دیکھا اور پھر اس کی طرف دیکھا اور ہمت مجتمع کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ گلا کھنکار کر اسے متوجہ کیا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"سب لوگ چلے گئے ہیں۔ اکیلے یہاں رکنا ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کب تک یہاں کھڑی رہیں گی؟" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بغیر ہائے ہیلو کے سیدھا پوچھا۔

"جب تک بارش نہ رک جائے۔" اس نے ہنوز مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن بارش کے تو رکنے کا کوئی امکان نہیں لگتا۔ آپ میری یہ چھتری لے لیں۔" اس نے چھتری اس کی طرف بڑھائی۔

"پھر تم کیا کرو گے؟" اسے اس کی فکر ہوئی۔

"میں تو اپنی گاڑی میں آیا ہوں۔ چلا جاؤں گا۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔" اس بار اس نے بھی مسکرا کر کہا۔ وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے کچھ سوچنے لگی۔

Clubb of Quality Content

"ہینری اور جیمز بہت ہی بد تمیز ہیں۔ میں ان کی ساری سازش دیکھ رہی تھی۔" اس نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ایسے ہی ہیں۔ ان کا کوئی علاج نہیں۔ اب آپ کو جانا چاہیے۔" اس نے سپاٹ انداز میں آخری بات کہی۔ وہ اس کے ساتھ زیادہ دیر کھڑا نہیں رہنا چاہتا تھا۔

وہ چند لمحے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ "کیسا دھوپ چھاؤں سا آدمی ہے۔ ابھی مسکرا رہا تھا اور اب سڑا ہوا لگ رہا ہے۔" اس نے سوچا۔ پھر اس کے ہاتھ سے چھتری لے لی اور اسے کھول کر جانے لگی۔ وہ اس کو جاتے دیکھ مسکرا رہا تھا۔ اسے احساس ہوا کہ وہ مسکرا رہا ہے تو وہ ایک دم مڑی۔

"تھینک یو ہینڈ سم مین۔ مسکراتے ہوئے اچھے لگتے ہو۔ ہر وقت سڑے رہنا اچھی بات نہیں ہے۔ مسکراتے رہا کرو۔" وہ متبسم چہرے کے ساتھ اس کا شکریہ ادا کر کے چلی گئی۔ اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی اور چہرہ لڑکیوں کی طرح شرم سے لال ہو گیا۔

"توبہ! استغفراللہ، لڑکی بڑی بے باک ہے۔" اس نے خود کلامی کی۔ سر کو نفی میں ہلا کر مسکرایا اور جیبوں میں ہاتھ ڈال کر چلنے لگا۔ بارش کی بوندیں اسے بھگو رہی تھیں لیکن اب بارش کے بھگونے سے کیا فرق پڑتا تھا، وہ تو پہلے ہی ایک جھیل میں ڈوب چکا تھا۔ وہ اس سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جھوٹ بول کر بارش میں بھیگتا ہوا اپنے اپارٹمنٹ کی طرف قدم اٹھا رہا تھا۔اس کا اپارٹمنٹ قریب تھا اس لیے وہ پیدل ہی یونیورسٹی جایا کرتا تھا۔

×-×-×-×-×-×

دن ہفتوں میں بدل گئے مگر ادریس کے دل کی حالت نہ بدلی۔ وہ لندن کی سرد شاموں میں خود کو کتابوں میں دفن کرنے کی کوشش کرتا مگر جیسے ہی وہ کسی چیز پر غور کرنے لگتا یا اس کا ذہن بھٹکتا تو اس کا دماغ سیلیسٹ کی طرف چلا جاتا۔اس کا تصور اسے بے چین کر دیتا۔اس نے اسے مزید اگنور کرنا شروع کر دیا۔اگر وہ اسے کیفیٹیریا میں نظر آتی تو وہ وہاں سے چلا جاتا۔کلاس میں اگر وہ اسے اپنے قریب بیٹھی دکھائی دیتی تو اس جگہ سے اٹھ کر دور چلا جاتا اور اس کی طرف دیکھنا تو اس نے اپنے اوپر حرام ہی کر لیا۔

ایگزامز کے دن قریب تھے۔ یونیورسٹی میں کچھ لوگ پاگلوں کی طرح رٹے مارتے ہوئے دکھائی دیتے۔اس کیٹیگری میں ادریس شامل تھا۔اور کچھ ایسے تھے جنہیں کوئی پرواہ بھی نہ ہوتی، ایسا انسان جیمز تھا۔اور کچھ ایسے تھے جو بس پریشان ہو رہے تھے لیکن کتاب کھولنے کی زحمت بھی نہیں کر رہے تھے، ان میں ہینری شامل تھا۔ادریس جو ہمیشہ ایگزامز کے وقت پر سکون ہوتا، اس دفعہ پریشان نظر آ رہا تھا۔اس کی راتیں جاگتے ہوئے گزر رہی تھیں مگر

پڑھائی کے لیے نہیں بلکہ اپنے نفس سے لڑتے ہوئے۔ بے چینی اس کے رگ وپے میں سمائی ہوئی تھی۔

×-×-×-×-×-×

ایگزامز شروع ہو گئے۔ آج پہلا پیپر تھا۔ وہ لوگ کمرہ امتحان میں بیٹھ چکے تھے۔ سب لوگ سرگوشیوں میں ایک دوسرے سے مشکل ٹاپکس کا مین پوائنٹ سمجھ رہے تھے۔ وہ جب سے آیا تھا آنکھیں بند کیے جتنی دعائیں یاد تھی انہیں دہرا رہا تھا۔ پوری رات جاگ کر اس نے محنت کی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ آرام سے پیپر کر لے گا۔ اس نے جیسے ہی آنکھیں کھولی اسے ہنری دانت نکالے ہوئے نظر آیا۔ وہ اس سے اگلی نشست پر بیٹھا تھا۔ اس نے ادریس کا ہاتھ تھام کر آنکھوں میں معصومیت بھر کر کہا۔

"پلیز۔ مدد کرنا مانی فرینڈ۔ میں تو ابھی چھوٹا ہوں۔ میرے چھوٹے سے دماغ میں اتنا سب نہیں سما سکتا۔ جانتے ہو نا؟" منت بھرا لہجہ اپنایا گیا۔

"مجھے بہت اچھی طرح معلوم ہے۔ اب آگے دیکھو ورنہ ایگزامینر ہمیں پہلے ہی باہر نکال دے گا۔" ادریس نے اسے تنبیہ کی۔

"ٹھیک ہے میں آگے دیکھتا ہوں اور تم پیچھے دیکھو۔" مسکرا کر کہا اور گردن موڑلی۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جیمز اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"اونہہ۔"اس نے آہ بھری۔ "کہاں پھنس گیا؟"جیمز خاموش ہی رہا جانتا تھا کہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود ہی سمجھ گیا ہے۔اس نے گردن موڑلی۔اس کے بائیں طرف دیوار تھی۔اس نے اپنی دائیں طرف گردن گھمائی تو ایک لمحے کے لیے اس کی سانس اٹک گئی۔

"ہائے ہینڈسم۔کیسے ہو؟ پیپر کی تیاری کیسی ہے؟"وہ ہی مسکراتا چہرہ، جھیل سی آنکھیں۔ اس کے گلے میں ایک گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ جتنا اسے اگنور کرتا اتنا وہ اس کے اتنے قریب آجاتی۔"ٹھیک ہوں اور آپ؟"اس نے دھیمی آواز میں نرمی سے پوچھا۔"ایک تو یہ لڑکی نہ جانے مجھے ہینڈسم کیوں کہتی ہے؟ کیا دنیا میں ایک میں ہی ہینڈسم بچا ہوں؟"اس نے دل میں سوچا۔

"میں اے ون ہوں ہمیشہ کی طرح اور خوبصورت بھی۔"اس نے مسکرا کر آنکھ دبائی۔ وہ نروس سا ہوا۔پہلی دفعہ کسی لڑکی سے بغیر وجہ کے بات کر رہا تھا۔لڑکی بھی ایسی کہ جو دل

Clubb of Quality Content

میں آتا تھا کہہ دیتی تھی۔جو دل چاہتا تھا کرتی تھی۔"پیپر کا بھی تو بتاؤ کیسی تیاری ہے؟"اسے گم صم دیکھ کر اس نے دوبارہ پوچھا۔

"اپنی طرف سے محنت کی ہے باقی اللہ کے بھروسے۔"وہ کہہ کر اپنے پین کو کھول کر اس کی نب کو دیکھنے لگا۔جانے کیوں کنفیوز ہو رہا تھا؟

"چلو۔بیسٹ آف لک۔"اس نے کہہ کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔اس کے لبوں پر مسکان ابھی بھی موجود تھی۔ایک تو اس کی آنکھیں،اوپر سے اس کی مسکراہٹ اسے اگنور نہیں کرنے دیتی تھی۔

اس نے اس کے خوبصورت مخروطی انگلیوں والے دودھیا سفید ہاتھ کو دیکھا اور پھر دل میں آتے خیال کہ نامحرم کو چھونا غلط ہے کو جھٹک کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔اس کا نرم مگر مضبوط لمس اسے محسوس ہوا کہ جیسے دل کو کچھ ہوا ہے۔اس نے فوراً ہاتھ چھوڑ دیا۔

اگزامینر نے پیپر بانٹنے شروع کر دیے تھے۔اس نے پیپر لیا اور ساتھ ہی پین کھول کر لکھنا شروع کر دیا۔وہ تیز تیز لکھ رہا تھا کے ساتھ بیٹھی سیلیسٹ نے سرگوشی کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ادریس۔" اس کی آواز بہت آہستہ تھی۔ اس کے منہ سے اپنا نام سن کر اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ پھر دل کو سنبھالا اور بہت محتاط انداز میں اس کی طرف مڑا اور بھنویں اچکائیں۔

"پلیز مجھے اس سوال کے بارے میں بتادو کہ اس میں کس چیز کے بارے میں پوچھا ہے باقی میں کرلوں گی۔ بس مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ سوال میں پوچھا کس بارے میں ہے؟" اس نے دھیمی آواز میں ہی پوچھا۔ ادریس نے ایگزامینرز پر نظر رکھتے ہوئے احتیاط سے اسے سوال سمجھادیا اور اپنے پیپر کی طرف متوجہ ہوگیا۔

جب سے پیپر شروع ہوا تھا ہنری اور جیمز بار بار اس سے سوال پوچھ رہے تھے اور وہ انہیں جواب بتارہا تھا۔ پانچ منٹ بعد جیمز نے ایک بار پھر پیچھے سے اس کی کرسی کو ٹھوکر ماری۔ اس بار ٹھوکر اتنی اچانک اور زوردار تھی کہ اس کے ہاتھ سے پین چھوٹ کر زمین پر سیلیسٹ کے قدموں میں جا گرا۔

"مجھے تیسرے سوال کا جواب بتاؤ۔ بالکل سر کے اوپر سے گزر گیا ہے۔ لگتا ہے کہ یہ سر نے نہیں پڑھایا۔" مدد مانگتے وقت بھی جو منت کی بجائے حکم دے وہ جیمز ہی ہو سکتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ادریس نے اس سوال کو پڑھاتا کہ اسے بتا سکے۔ ابھی وہ اسے بتانے لگا تھا کہ ہنری پیچھے مڑا اور اپنی عینک نیچی کر کے مسکرایا۔

"اب تمہیں کیا بتاؤں؟ یہ تمہاری چوتھی دفعہ ہے۔ کچھ پڑھ بھی لیا کرو۔" اس نے سرگوشی کی۔ پھر ان دونوں کو جواب بتا کر اپنی نشست سے اٹھا اور اپنا پین سیلیسٹ کے قدموں سے اٹھایا اور واپس بیٹھ کر اپنا کام کرنے لگا۔

"اوہو۔ کیا بات ہے؟ ادریس لڑکی کے قدموں میں؟" جیمز کہاں باز آنے والا تھا۔ پیپر میں کچھ آتا جاتا نہیں تھا اور ایگزام ہال کو اپنے باپ کا گھر سمجھ کر بیٹھا تھا۔ وہ تو ایگزامینرز کی توجہ ان کی طرف نہیں تھی ورنہ آج ان کا قلع قمع ہو ہی جانا تھا۔ ادریس نے اسے اگنور کیا اور چپ کر کے اپنا کام جاری رکھا۔

"بد تہذیب ہو گئے ہو بڑے۔ اگنور کر رہے ہو۔ ذرا ادھر بھی نوازشِ کرم فرمایئے۔ ہم بھی آپ کے سگے دوست ہیں۔" جیمز نے اسے چھیڑا۔ اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔ اس نے پیچھے مڑ کر اسے گھورا۔

"تمہارے ہی اوپر نوازشوں کے ڈھیر لگانے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آہستہ آواز میں موقع ڈھونڈ کر پوچھنا ورنہ آج ہم پکڑے جائیں گے۔" اس نے سختی سے اسے تنبیہ کی جس کی بتیسی

اندر نہیں جا رہی تھی۔اس کا دل کیا ایک مکا مار کر اس کے سارے دانت توڑ دے۔مذاق سمجھا ہے۔

ادریس کو لگ رہا تھا کہ ہال کی دیواریں اس پر گر رہی ہو۔ایک ساتھ بیٹھی لڑکی کی موجودگی اوپر سے اس کے دوستوں کی چھیڑا چھاڑی جلتی پر آگ چھڑک رہی تھی۔تینوں اس کے اعصاب چٹخا رہے تھے۔نا جانے کس جہنم میں پھنس گیا تھا بیچارہ مہذب لڑکا۔آخر کار پیپر ختم ہو گیا اور اس نے سکھ کا سانس لیا۔وہ کوریڈور میں چلتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہا تھا کہ پیچھے سے کسی جانی پہچانی آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

"ادریس۔"وہ ہی شیریں آواز۔

اس نے ایک گہری سانس اندر کھینچی اور مڑا۔سیلیسٹ رجسٹر کو سینے سے لگائے کھڑی تھی۔سورج کی روشنی اس کے بھورے بالوں پر پڑ رہی تھی جس سے وہ سنہری معلوم ہو رہے تھے۔اس کی آنکھیں بھی سورج کی روشنی میں چمک رہی تھیں۔ایسے جیسے سمندر کے پانی پر روشنی پڑے تو وہ موتیوں کی طرح چمکتا ہے۔وہ چند قدم چل کر اس کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔ادریس نے بے اختیار ایک قدم پیچھے لیا۔

"میں نے سوچا کہ تمہارا شکریہ ادا کر دوں۔" اس نے اس کی بھوری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا جن کی خوبصورتی سورج کی روشنی میں مزید نکھر رہی تھی۔اس کی پلکیں لمبی، گھنی اور مڑی ہوئی تھی۔ سیلیسٹ کو اس کی آنکھیں اچھی لگی اور ادریس کو اس کی آنکھوں میں اپنا عکس۔

"تو کریں نا۔" اس نے سر جھکائے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سو مچ۔ اگر تم مدد نہ کرتے تو میرا سوال رہ جاتا۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"ویلکم۔" اس نے مسکرا کر کہا۔اس کی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی۔

"تمہاری چھتری میرے پاس ہے۔ سوری میں وہ لانا بھول جاتی ہوں۔ تمہیں ضرورت پڑ سکتی ہے۔" اسے ایک دم یاد آیا۔

"نہیں آپ وہ رکھ سکتی ہے۔ واپس کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اتنی بڑی چیز نہیں ہے۔" اس نے ہاتھ جھلا کر ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ "تمہیں تو اپنا دل بھی دے دیا ہے۔ ایک چھتری کی کیا اوقات۔" اس نے دل میں سوچا۔

"اچھا چھوٹی چیز ہے تو واپس نہیں لو گے۔ اگر تم نے مجھے ایک ٹرک دیا تو تم وہ واپس لے لو گے کیونکہ وہ ایک بڑی چیز ہے؟" اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔اس کی بات پر ادریس کی ہنسی

بے ساختہ تھی۔وہ ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔وہ بھی اس کے ساتھ ہنسنے لگی۔وہ ساتھ ہوتی تھی تو سب بھول جاتا تھا۔یاد نہیں رہتا تھا کہ اسے اگنور کرنا ہے۔اگنور کرنے والی چیز بھی کہاں تھی؟

"نہیں خیر ہے ٹرک بھی نہیں لوں گا۔پریشان مت ہوں آپ،ویسے میرے پاس ٹرک ہے نہیں۔"وہ ہنسنے کے دوران بولا۔

"تھینکس۔"وہ ہنسی روک کر بولی اور مسکراتے ہوئے بائے کہہ کر چلی گئی۔وہ وہیں کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے؟"جیمز بلا کی طرح نمودار ہوا تھا۔ہنری بھی ساتھ تھا۔

"کیا ہونا ہے؟"ادریس کو اس وقت ان کا آنا برا لگا تھا۔اس لیے ناگواری سے بولا۔

"آج کل تم کچھ زیادہ سیلیسٹ کے ساتھ نہیں نظر آرہے؟"جیمز نے شرارت سے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔اس سے کون چھپ سکتا تھا۔

"تمہاری غلط فہمی ہے۔اس کی سیٹ میرے ساتھ ہے تو میں اس کے ساتھ ہی بیٹھوں گا نا۔"ادریس نے اپنی طرف سے صفائی پیش کی۔

"تو ابھی کیا کر رہے تھے اس کے ساتھ؟ یہاں بھی پیپر کر رہے تھے؟" ہنری نے پوچھا۔

آخر ان کا حق تھا پوچھنا۔ بھلا دوستوں سے کیا چھپانا۔

"کچھ نہیں کر رہا تھا۔ اس کی مدد کی تھی میں نے تو اس کا شکریہ ادا کر رہی تھی اور بس۔" وہ اس سے محبت کرتا تھا لیکن وہ یہ بات پھیلانا نہیں چاہتا تھا لیکن آنکھوں کا کیا جو دل کا حال سنا دیتی ہیں۔ کوئی اس کی آنکھوں میں دیکھتا تو اسے پتا چلے کہ اس نے کسی کو اپنا دل دے دیا ہے۔

اب وہ اپنا نہیں رہا۔

محبت خود سپردگی کا نام ہے۔

"اچھا ایسا ہے کیا؟" جیمز اسے مشکوک نظروں سے گھور رہا تھا۔ کچھ تو گڑبڑ ہے۔

"ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔" ادریس نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر یقین دلانے والے انداز میں کہا۔

"چلو مان لیتے ہیں لیکن وقت بتائے گا کہ کیا ہے اور کیا نہیں۔ تم اپنے دوستوں سے نہیں چھپا سکتے کچھ بھی۔ ہم تمہاری رگ رگ سے واقف ہیں۔" جیمز نے کہا اور ہنری نے بھی تائید کی۔

"دیکھ لیں گے۔" اس نے انہیں ٹال دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر وہ تینوں مل کر یونیورسٹی سے نکل گئے۔ وہ ہنستے ہوئے، گپ شپ لگاتے ہوئے دنیا سے بے خبر تھے۔ وہ پیدل چلتے ہوئے جارہے تھے۔ان سب کے گھر قریب تھے۔ راستے میں سیلیسٹ نے ادریس کو اپنے دوستوں کے ساتھ پیدل جاتے ہوئے دیکھا تو اسے کچھ یاد آیا۔ اس کے لب ایک دلفریب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

x-x-x-x-x-x

سب پیپر دے کر ہال سے باہر نکلتے اور پیپر ڈسکس کرتے نظر آرہے تھے۔آج کا پیپر انتہائی مشکل تھا جس کو بمشکل چند لوگوں نے ہی اچھا کیا تھا۔ادریس باہر آیا تو جیمز اور ہینری ایک دوسرے کے کندھے پر بازو پھیلائے اس کے استقبال میں کھڑے مسکرا رہے تھے۔

"کیا بات ہے؟ لگتا ہے تم لوگوں نے بہت اچھا پیپر کیا ہے کہ ایسے خوشگوار موڈ میں نظر آرہے ہو۔ اب تو ہماری سیٹ بھی بدل گئی ہے۔ تم لوگ دوسرے کونے میں بیٹھے ہو تو تمہاری امداد کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ پھر کیا ماجرا ہے؟" وہ سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولا۔

Clubb of Quality Content

"پیپر کا نام مت لو۔ ایسا بے کار پیپر تھا کہ حد نہیں۔ میرا تو دل نہیں چاہ رہا کہ اسے یاد بھی کروں۔ تمہارا تو اچھا ہی ہوا ہو گا۔" ہینری ناگواری سے کہہ رہا تھا۔ "میں کہتا ہوں کہ کچھ تو آسان ہوتا لیکن پتا نہیں کہاں سے اٹھا کر پیپر دیا تھا۔ ایک چیز بھی بک سے نہیں تھی۔"

ادریس اس کی باتوں پر مسکراہٹ ضبط کیے کھڑا تھا۔ اس کا پیپر تو بہترین ہوا تھا۔ اب اس کے ساتھ سیلیسٹ بھی نہیں تھی جس کی طرف اس کی توجہ بھٹکے۔

"دفعہ کرو ان باتوں کو۔ ہم نے تو کچھ اور پلان بنایا ہے۔ کیوں ہینری؟" جیمز نے ہینری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے کچھ یاد دلایا۔

"کیسا پلان؟" ادریس کو ان کے کسی پلان کی خبر نہ تھی تو حیرت سے پوچھا۔

"پلان یہ ہے کہ آج تم ہمیں کچھ کھلاؤ گے؟" جیمز نے چمکتی ہوئی آنکھوں سے کہا۔

"کیا؟ تھپڑ، مکا یا لات؟ سب دستیاب ہے وہ بھی مفت میں۔"

ادریس نے اپنا مینیو بتایا۔ ہفتے میں تین دفعہ وہ اسے اچھا خاصا لوٹتے تھے۔ کبھی جو انہوں نے اسے کچھ اپنے پیسوں کا کھلایا ہو۔ کنجوس کہیں کے۔

"نہیں بھئی۔ یہ تم اگر چاہو تو ہم تمہیں کھلا سکتے ہیں۔ ہمیں تو صرف کیفیٹیریا سے کچھ کھانا ہے۔ قسم سے پیٹ میں چوہوں کی ریس لگی ہوئی ہے۔ بے چارے چوہے بھی بھوک سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نڈھال ہو کر بے ہوش ہو رہے ہیں۔" جیمز نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ حال ایسا بتا رہا تھا جیسے دس دنوں سے ایک نوالا کھانے کو نہ ملا ہو۔ جھوٹا۔ بھکڑ۔

"نہیں چاہیئے مجھے کچھ۔ چلو کہ کھلا ہی دوں تمہیں کچھ۔ کہیں بھوکے مسکین کی آہ نہ لگ جائے۔" ادریس نے دانت پیس کر کہا جس پر جیمز کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

وہ لوگ کیفیٹیریا میں پہنچ گئے۔ جیمز نے آگے بڑھ کر ادریس کے لیے کرسی کھینچی اور ہینری نے ٹیبل کو دوسری طرف کھڑے ہو کر اپنی طرف دھکیلا۔ پروٹوکول یو نو۔ ادریس منہ بناتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیمز اور ہینری بھی اس کے ساتھ والی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اب وہ لوگ اپنے مینیو کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ مینیو ڈیسائڈ کر کے ہینری اٹھا اور دس منٹ بعد ان کی ٹیبل پر بہت ساری چیزیں موجود تھیں۔ برگر، کوک، فرینچ فرائز، مختلف چپس، کافی اور نہ جانے کیا کچھ۔ وہ لوگ ان چیزوں سے انصاف کر کے کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ پیٹ اتنا بھر گیا تھا کہ اب اٹھنا محال لگ رہا تھا۔ ہینری ابھی بھی اپنی کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ ادریس آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ جیمز نے اپنا رجسٹر بیگ سے نکالا۔ اس سے کاغذ پھاڑا اور اس سے جہاز بنانے لگا۔ آرام سے تو وہ کبھی بیٹھ ہی نہیں سکتا تھا۔ جہاز کو انگلیوں سے پکڑے ہوا میں لہرا رہا تھا کہ اس کی نظر پاس بیٹھی لڑکیوں کے گروپ پر پڑی۔ اس کے شیطانی دماغ میں

کچھ آیا۔اس نے ادریس کی طرف دیکھا جو ابھی تک آنکھیں موندے بیٹھا تھا پھر ہینری کو جو اٹھ کر ٹشو لینے جا رہا تھا۔اس نے اپنے کاغذ سے بنے جہاز کا نشانہ لڑکیوں کے اس گروپ کی طرف لیا اور اسے پھینک دیا۔وہ لڑکی کے بازو میں لگا۔وہ فوراً وہاں سے اڑن چھو ہو گیا اور پیچھے اکیلا ادریس رہ گیا۔لڑکی آئی اور اس کے سر پر کافی الٹنے لگی تھی کہ ناپا نے کہاں سے سیلیسٹ آگئی۔اس نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

"کیا کر رہی ہو؟ایک شریف آدمی کو تنگ کرنے کا کیا مقصد؟" سیلیسٹ نے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

ادریس نے ایک دم آنکھیں کھول دیں۔اس کے سر پر کھڑی دو لڑکیاں آپس میں جھگڑ رہیں تھیں اور اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ہوا کیا ہے۔وہ کبھی سیلیسٹ کی طرف دیکھتا تو کبھی دوسری لڑکی کو۔

"تم مجھے نہیں روک سکتی۔مجھے اسے سیدھا کرنے دو۔" وہ لڑکی چیخ رہی تھی۔

"تم میرے ہوتے ہوئے اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتی۔ سمجھی؟" سیلیسٹ بھی اسی کی طرح چیخی۔

"تم کون ہو اس کی؟ تمہیں چاہیے کہ میرا ساتھ دو۔" ایک منٹ کے لیے سیلیسٹ سوچ میں پڑ گئی۔ آخر اس کا اس سے کیا تعلق تھا؟ کچھ تامل کے بعد بولی، "دوست ہے وہ میرا۔ تم کیا سمجھتی ہو خود کو؟ اینجیلینا جولی کہ لڑکے تمہیں چھیڑیں گے۔" سیلیسٹ بھی بولتی ہی جا رہی تھی اور وہ لڑکی بھی مزید بلند آواز میں اس سے لڑ رہی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے؟ کیوں لڑ رہے ہو؟" ادریس نے بلند آواز میں ان کے تماشے سے تنگ آکر پوچھا۔

"یہ تمہارے اوپر۔۔۔" ابھی سیلیسٹ بول رہی تھی کہ وہ لڑکی آگے سے بولی، "شٹ اپ یو بلڈی۔" پھر ادریس کی طرف مڑی۔ "سمجھتے کیا ہو خود کو۔ ایسے انجان بن رہے ہو جیسے تم نے کچھ کیا ہی نہیں۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی کہ تم مجھ پر نشانہ باندھو۔۔۔" وہ اپنی رو میں بولتی جا رہی تھی اور ادریس ہکا بکا اسے سن رہا تھا۔ وہ کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتا ہی کہ سیلیسٹ اس لڑکی کو سخت سست سنانے لگتی۔

اس نے اپنا سر پکڑ لیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا یہ سب جیمز کی حرکت ہے۔ اسی لیے وہ غائب تھا۔ اس سے شیطان بھی دور بھاگتا تھا۔ اس نے کیفیٹیریا کے دروازے کی طرف دیکھا کہ شاید جیمز اسے اس مصیبت سے نکالنے آجائے اور وہ واقعی آگیا۔ اس کے ساتھ

ہینری بھی تھا۔اس نے لڑکی کو سمجھایا کہ ادریس نے ایسا کچھ نہیں کیااور یہ سب حرکت دوسری ٹیبل پر بیٹھے لڑکوں کی تھی۔وہ لڑکی جیمز کی باتوں میں آکران سے لڑنے پہنچ گئی۔ ویسے بھی وہ لڑکیوں میں بہت مشہور تھا۔اسے ان کو بے وقوف بنانا، فلرٹ کرنااچھے سے آتا تھالیکن وہ کسی کے ساتھ ریلیشن نہیں رکھتاتھا۔اس کے لیے سب دومنٹ کا کھیل ہوتا تھا۔

"کتنی بدتمیز ہے یہ۔"سیلیسٹ اس پاگل لڑکی کوان لڑکوں کے ساتھ لڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"آپ چھوڑیں اسے اور بیٹھ جائیں۔آپ نے ایسے ہی اس کے ساتھ اپناٹائم ویسٹ کیا۔

"ادریس نے اسے بیٹھنے کااشارہ کیاجولال سرخ چہرے کے ساتھ ناک چڑھائے کھڑی تھی۔

"تومیں اسے تمہارے اوپر گرم گرم کافی پھینکنے دیتی؟"وہ براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کررہی تھی۔آخروہ اس کی فکر کرتی ہی کیوں تھی؟

"نہیں لیکن اس نے آپ کو میری وجہ سے بہت برابھلا کہا۔آئی ایم سوری فار دیٹ۔"اس نے سرجھکائے کہا۔اسے اس لڑکی کاسیلیسٹ کو"بلڈی" کہنا برالگا تھا۔جیمزاور ہینری اسے منہ کھولے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ وہ کیسے معافی مانگ رہا تھا۔ادریس کو معافی مانگتا

دیکھناوہ بھی ایک لڑکی سے ان کے لیے حیرت کا باعث تھا۔وہ شریف تھا لیکن اتنا بھی نہیں۔ شرافت اس کی مخالف جنس کے لیے ہی تھی۔

سیلیسٹ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس کو دیکھ کر مسکرائی۔"کوئی بات نہیں ہینڈ سم مین۔"

"ویسے یہ دوستی کب ہوئی ادریس؟ ہمیں لا علم رکھنے کا کوئی جواز؟"جیمز نے ان دونوں کی توجہ اپنی طرف دلائی۔

ادریس کا حلق خشک ہونے لگا۔بھول گیا تھا کہ ساتھ اس کی ساس بھی ہے۔ہینری بھی اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"دوستی تو نہیں کی۔میں تو کرنا چاہتی ہوں لیکن یہ ذرا ریزرو سا لگتا ہے تو اتنا فری نہیں ہوتی۔ تم لوگ مجھے اپنے گروپ کا حصہ نہیں بنا سکتے؟"سیلیسٹ نے ادریس کی جگہ جواب دیا اور ساتھ ہی دوستی کی آفر بھی کر ڈالی۔

"بالکل تمہیں اجازت کی کیا ضرورت؟"جیمز تو فوراً مان گیا۔ایسے تو وہ اپنے گروپ میں کسی کو گھسنے نہیں دیتا تھا۔ہینری کو بھی کوئی خاص اعتراض نہ تھا۔

وہ تینوں اب ادریس کے جواب کے منتظر تھے۔ وہ کش مکش میں تھا کہ کیا کرے۔ اگر وہ دوستی کر لے گا تو وہ اس سے دور کیسے رہے گا اور اگر ساتھ رہے گا تو محبت مزید گہری ہو جائے

گی تو وہ اسے کبھی بھلا نہیں سکے گا۔ کبھی اس کے سحر سے آزاد نہیں ہو سکے گا۔ آخر وہ کیا کرے؟ اس نے سوچنے کے بعد ہاں کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ سب جاننے کے بعد بھی کہ جو وہ کر رہا ہے، وہ غلط ہے اسے اس طرف کیا چیز لے جاتی تھی۔ کیا آپ جانتے ہیں وہ چیز کیا ہے؟ وہ نفس ہے۔

وہ اس کی آفر کو ٹھکرا نہیں سکا۔ اس کا اب خود پر قابو نہیں رہا تھا۔ اس کا دل چاہتا تھا بس وہ کرے جو سیلیسٹ کہے۔ وہ سنے جو وہ کہے۔ کوئی حسین منظر دیکھنا ہو تو اسے دیکھے۔

"مجھے کیا پرابلم ہو سکتی ہے؟" اس نے بے بسی سے سر میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اس کے اقرار پر ان چاروں نے مٹھیاں ملائیں اور پھر ہوا میں بلند کیں۔

آج ان میں ایک کا اضافہ ہوا تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ یہ اضافت ان کے لیے کیسی ثابت ہوتی ہے۔

×-×-×-×-×-×

امتحانات ختم ہونے کی وجہ سے اب یونیورسٹی کا ماحول پر سکون ہو گیا تھا۔ ادریس جو اکیلا لائبریری میں بیٹھ کر پڑھائی کرتا تھا، جس وقت وہ جیمز اور ہینری کو دخل اندازی نہیں کرنے دیتا تھا، وہ وقت اب اس کی زندگی سے ختم ہو گیا تھا۔ اب وہ چاروں ہر وقت سایے کی

نالوز کلب
Clubb of Quality Content

طرح ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے۔ جیمز اور ہینری کو بھی سیلیسٹ نے زبردستی پڑھنے پر لگا دیا تھا۔ وہ خود بھی پڑھائی کو کافی سنجیدگی سے لیتی تھی۔ جیمز کو اس کی یہ بات بہت بری لگتی تھی۔ ایک ادریس کم تھا جو اب وہ بھی اس کو پڑھائی کا درس دیتی تھی جبکہ ہینری پر تھوڑا بہت اثر ہو جاتا تھا اور وہ کتاب آسانی سے کھول لیتا۔ ابھی بھی وہ سب ایک درخت کے نیچے بیٹھے کتاب کھولے پڑھائی میں مصروف تھے۔ جیمز ادریس کے ساتھ چپک کر بیٹھا تھا۔ اس نے اپنا سارا وزن اس پر ڈالا ہوا تھا اور موبائل کے ساتھ مصروف تھا۔ ہینری کتاب اپنے سامنے کھول کر بیٹھا آسمان کو گھور رہا تھا۔

"ادریس ذرا یہ والا ٹاپک سمجھا دو۔ اتنی دیر سے لے کر بیٹھا ہوں۔" ہینری نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"دیکھ تو تم آسمان کو رہے ہو۔ اتنے عرصے دماغ استعمال نہیں کیا اسی وجہ سے زنگ آلود ہو گیا ہو گا۔ اسی لیے سمجھ نہیں آ رہا۔" جیمز موبائل پر ہی نظریں جمائے بولا۔ نا جانے کیسے اس کی توجہ ہر طرف رہتی تھی۔

"اس کو کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔ اس کو چھوڑو اور مجھے یہ ٹاپک سمجھا دو۔" سیلیسٹ نے کہا جو اتنی دیر سے کتاب میں منہ گھسائے کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اچھا سمجھا دیتا ہوں۔" ادریس نے اس سے کتاب لی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے قریب آکر بیٹھ گئی۔اب وہ اسے سمجھانے لگا۔ سیلیسٹ ٹھوڑی ہاتھ پر جمائے اسے سن رہی تھی۔ وہ کتنا خوبصورت بولتا تھا۔ جیمز نے ناگواری سے ان دونوں کو دیکھا۔ادریس کی توجہ آج کل زیادہ سیلیسٹ کی طرف تھی۔ وہ اس کی ہر بات مان لیتا تھا جو کہ جیمز کو کچھ خاص پسند نہیں آرہا تھا لیکن پھر بھی وہ برداشت کرہی لیتا۔

"بس اب میں بور ہو گیا ہوں۔پڑھ پڑھ کر پاگل ہو جاؤ گے دونوں۔ کچھ مہینوں کا ساتھ ہے اسے یادگار بنانا چاہیے ناکہ پڑھ پڑھ کر دماغ خراب کیا جائے۔ اٹھو فوراً۔" جیمز کھڑا ہو گیا اور ان دونوں کے ہاتھوں سے کتابیں لے لیں۔

"کیا مسئلہ ہے جیمز؟" سیلیسٹ کو غصہ آیا تھا۔ہمیشہ کی طرح اپنی چھوٹی سی ناک چڑھائی۔

"مسئلہ تمہارے دماغ میں ہے۔ کہا تو ہے کچھ انجوائے کرتے ہیں۔ تم اور میں تو ادھر ہی ہے لیکن ادریس تو چلا جائے گا۔ پھر صرف حسرت کر سکو گے کہ کاش ہم نے اس وقت کنگ جیمز کی بات مان کر مزہ کیا ہوتا۔" جیمز کو ابھی سے ادریس کی جدائی کا غم کھا رہا تھا۔

سیلیسٹ نے ایک نظر ادریس کو دیکھا۔ واقعی ان کا ساتھ تو کچھ مہینوں کا تھا۔ یہ وقت کتنی تیزی سے گزر جائے گا انہیں اندازہ بھی نہیں ہو گا۔اس کا دل اداس ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جیمز تمہیں صرف مستی کرنے کا کہو۔ سارا وقت تم نے ہنسی مذاق میں ہی گزارا ہے لیکن۔۔۔" وہ رکا اور پھر مسکرا کر کہا، "ہمیں کچھ مزہ تو کرنا ہی چاہیئے۔ میں تم لوگوں کو مس کروں گا لیکن آتا رہوں گا لندن۔ اتنا دکھی مت ہو۔" اسے ان کے دکھ کا اندازہ تھا۔ اس لیے تسلی دی۔

"تو پھر بتاؤ جیمز کیا پلان ہے؟" ہینری کو تجسس ہوا۔ جیمز نے اپنا پلان بتانا شروع کیا۔ سیلیسٹ ان سب کی کتابیں سمیٹنے لگی۔ ساتھ ساتھ جیمز کا دھماکے دار پلان بھی سن رہی تھی۔ ادریس کی نظر اس پر پڑی تو اس نے اپنی کتابیں جمع کر کے بیگ میں ڈالی اور جیمز اور ہینری کو بھی اپنا سامان سمیٹنے کا اشارہ کیا۔

"میرا پلان تو پورا سن لیتے۔ کتابیں اٹھانے کی پہلے پڑ گئی ہیں۔" وہ بڑبڑ کرتے ہوئے کتابیں اٹھا رہا تھا۔

اب جیمز ادریس اور ہینری کے کندھے پر ہاتھ رکھے انہیں باقی کا پلان سمجھا رہا تھا اور سیلیسٹ ان کے ساتھ کھڑی بیچ میں اپنا حصہ ڈال رہی تھی۔ آخر کار ان کا پلان ترتیب پا گیا تو انہوں نے کلاس کا رخ کیا جو اس وقت خالی تھی۔ پانچ منٹ میں انہوں نے اپنا کام کام کیا اور واپس آ گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دس منٹ بعد جب کلاس شروع ہوئی اور پروفیسر اپنی نشست سنبھالنے لگے تو جو ہوا وہ دیکھنے لائق تھا۔ کرسی کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی جو پروفیسر کے بیٹھنے سے جدا ہو گئی اور پروفیسر کرسی سمیت زمین بوس ہو گئے۔ پروفیسر اس قدر مزاحیہ انداز میں پلٹ کر گرے کہ پوری کلاس نے اپنی ہنسی دبائی جبکہ پروفیسر کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پروفیسر زمین پر پڑے تھے اور کرسی ان کے ساتھ۔ پچھلی نشست پر بیٹھا گروپ ہنسی سے نڈھال ہو رہا تھا۔ انہوں نے کرسی کی ایک ٹانگ جیمز کے بیگ میں موجود آری سے کاٹ دی تھی اور اسے اس طرح اٹکایا ہوا تھا کہ وہ سلامت ہی لگ رہی تھی۔ جیمز کا بیگ ہر طرح کی الٹی پلٹی چیزوں سے بھرا ہوتا تھا۔ کلاس میں لگے کیمرے کو بھی ان لوگوں نے ڈھانپ دیا تھا جس کی وجہ سے کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ یہ سب ان کی کارستانی ہے۔ پروفیسر بیچارے زمین پر پڑے ہوئے تھے اور کسی کو توفیق نہیں ہو رہی تھی کہ ان کو اٹھائے۔

وہ بیچارے سٹیج سے زمین پر گرے تھے۔ سین ایسا زبردست تھا کہ اگر اس کے پیچھے انڈین ڈراموں والا "لا، لا، لا" لگا دیا جائے تو کیا ہی لگے۔ آخر کار جب ان کی مدد کو کوئی نہ آیا تو وہ خود ہی اٹھ گئے مگر ان کے پاؤں میں شدید درد تھا۔ افسوس کے ساتھ ان کے پاؤں میں موچ آ گئی تھی۔ وہ بھی بہت خراب قسم کی۔ اس پر ستم کہ کمر بھی سیدھی نہیں ہو رہی تھی اور بازوؤں

اور ٹانگوں میں بھی شدید درد تھا وہ دوبارہ گرنے لگے کہ ایک سٹوڈنٹ نے آگے بڑھ کر انہیں سنبھالا۔اب وہ کم از کم ایک ہفتہ یونیورسٹی نہیں آسکتے تھے۔

"پلان تو کامیاب ہو گیا لیکن ان کو تکلیف ہو رہی ہے۔ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔" ادریس پروفیسر کو تکلیف پہنچانے پر رنجیدہ ہو رہا تھا۔اس کا دل جو اچھا تھا۔

"تو ہم نے پلان بنایا ہی اس لیے تھا کہ چند دن وہ ہماری جان چھوڑ دیں۔" جیمز نے کہا۔اسے ابھی تک ہنسی آرہی تھی۔ہینری بھی ہنس رہا تھا جبکہ سیلیسٹ بھی ادریس کی بات سے متفق تھی۔وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے مگر اب جو ہو گیا سو ہو گیا۔

"میرا تو پلان اتنا زبردست تھا۔پروفیسر کی تین چار ہڈیاں ٹوٹ جاتی مگر تم لوگوں نے اسے منظور ہی نہیں کیا۔" جیمز کو افسوس ہوا۔

"وہ ہم اگلی دفعہ اپلائے کریں گے۔ابھی ہم پروفیشنل نہیں ہے نا۔" سیلیسٹ نے اسے تسلی دی۔

"آج کا پلان کامیاب ہو گیا اسی بات کی خوشی میں ہم شام کو کہیں چلتے ہیں۔" ہینری نے مشورہ دیا۔جیمز اور اسے گھومنے پھرنے یا ٹھونسنے کا کہو بس۔

Clubb of Quality Content

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو میرے بھائی۔جب سے سیلیسٹ ہمارے گروپ میں شامل ہوئی ہے ہم نے آوارہ گردی چھوڑ ہی دی ہے۔"جیمز بھلا کیوں منع کرتا بلکہ جو منع کرتا اسے بھی منا کر ہی چھوڑتا۔

"اسے آئے ابھی کچھ دن ہی تو ہوئے ہیں۔ایسے کہہ رہے ہو جیسے صدیوں سے کہیں نہیں گئے۔"ادریس نے جیمز سے کہا اور پھر سیلیسٹ کی طرف رخ کیا۔"تم بھی چلو گی؟"

"ہاں بالکل۔اب تم لوگ میرے بغیر کہیں نہیں جا سکتے۔اگر گئے تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔"سیلیسٹ نے مسکراتے ہوئے بڑے مان سے کہا۔

"اسے چھوڑ جاتے ہیں تاکہ یہ ناراض ہو جائے۔"جیمز نے ادریس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے کان کے پاس بلند آواز میں کہا کہ سیلیسٹ بھی سن لے۔

"بدتمیز اسے کیوں غلط مشورے دے رہے ہو۔وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جائے گا۔تم رک جاؤ۔ اپنے گھر میں ریسٹ کرو۔"سیلیسٹ پسلیوں پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ادریس اسے دیکھ رہا تھا۔کیا وہ جانتی تھی کہ اس نے اسے اپنے دل میں رکھا ہوا ہے؟وہ اس پر اتنا یقین کیوں کرتی تھی؟ کیسے اتنے اعتماد سے کہہ رہی تھی کہ وہ اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتا؟

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا تم بھی چلنا۔مذاق کر رہا تھا میں۔"جیمز نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے کہ معاف کرو بہن۔جب ان دونوں کی بحث ختم ہوئی تو ان لوگوں نے وقت اور جگہ کا انتخاب کیا اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

×-×-×-×-×-×

وہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بالوں میں برش پھیر رہا تھا۔شاید کچھ گنگنا بھی رہا تھا۔اس نے بلیک پینٹ اور سفید شرٹ پر بھوری لیڈر جیکٹ پہن رکھی تھی۔اس نے بال بنا کر برش رکھی اور پھر اپنی سلور واچ پہنی۔اب وہ مکمل طور پر تیار تھا۔اس نے آئینے میں ایک نظر دیکھا اور مسکرایا۔اس کی رنگت گوری اور سرخی مائل تھی،ناک ستواں تھی اور ہلکی سی داڑھی چھوڑ رکھی تھی۔اس کی نظر میں مرد کی خوبصورتی اس کے بالوں اور داڑھی سے ہوتی تھی۔اگر وہ اس کا بھی خیال نہ کریں تو تف ہے ان پر۔اپنا جائزہ لے کر موبائل اٹھائی تو دیکھا کہ سیلیسٹ کے میسج کی نوٹیفکیشن آئی ہوئی تھی۔اس نے میسج کھول کر دیکھا۔

"ہائے!کیا تم مجھے پک کر سکتے ہو؟"سیلیسٹ نے اسے آدھا گھنٹہ پہلے میسج کیا تھا جب وہ موصوف سونے کا شغل فرما رہے تھے۔

"ہاں کیوں نہیں۔ میں اپنے گھر سے نکل رہا ہوں۔ پہنچ کر تمہیں میسج کرتا ہوں۔" اس نے میسج بھیجا اور اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ جب پانچ منٹ تک اس کا میسج نہ آیا تو وہ اس کی واٹس ایپ کی پروفائل پکچرڑ دیکھنے لگا۔ وہ اس تصویر میں مسکرا رہی تھی۔ وہ اسے صدیوں تک دل سے دیکھ سکتا تھا۔

"میں ریڈی ہوں۔ تم میسج کرو گے تو میں آجاؤں گی۔" اس کا میسج آیا تو اس نے موبائل فوراً جیب میں رکھی اور روانہ ہو گیا۔

کچھ وقت بعد اس کی گاڑی سیلیسٹ کے گھر کے سامنے رکی۔

"میں آگیا ہوں۔" گاڑی روکتے ہی اسے میسج کیا اور اس کا انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وہ باہر نکلی۔ اس کو دیکھ کر ادریس کے ہاتھ سٹیرنگ پر سختی سے جم گئے۔ اس نے اپنی نگاہوں کا رخ سامنے سڑک کی طرف کر لیا۔ سیلیسٹ ایک گہرے سرخ رنگ کی شارٹ ڈریس میں ملبوس تھی جس سے اس کی ٹانگیں اور بازو نہیں چھپے ہوئے تھے۔ اس کے چھوٹے بال کھلے ہوئے تھے جنہوں نے اس کے کندھوں کو ڈھانپ دیا تھا۔ ادریس نے نظریں نیچی رکھتے ہوئے ہی اس کے لیے باہر نکل کر دروازہ کھولا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ

ناول کلب
Clubb of Quality Content

مسکرا کر بیٹھ گئی۔ وہ بھی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی میں سیلیسٹ کے پرفیوم کی خوشبو رچ بس گئی تھی۔اس نے کچھ کہے بغیر گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"تھینک یو۔ تم نے مجھے پک کر لیا۔" سیلیسٹ نے اپنے مخصوص لہجے میں خوشگواریت سے کہا۔

"شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ تمہارے لیے کچھ بھی۔" اس نے سامنے دیکھتے ہوئے ہی کہا۔

"کچھ بھی؟" سیلیسٹ کے لہجے میں شوخی تھی۔

"تمہیں شک ہے؟" اس نے سوال کیا۔ نظریں ہنوز سڑک پر ہی مرکوز تھیں۔

"نہیں شک تو نہیں ہے۔ تو کیا ہمیشہ میری مدد کے لیے حاضر رہو گے؟" سیلیسٹ کو بھی موقع مل گیا تھا۔ جو دل میں آرہا تھا بلا جھجک پوچھ رہی تھی۔

"آپ حکم کریں مالکن۔ غلام حاضر ہی حاضر ہے۔ اس کی کیا مجال کہ آپ کو انکار کرے۔

"اس بار اس نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کو دیکھنے کی غلطی نہ کی۔ وہ اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنسی۔ اس کی ہنسی ادریس کے دل میں اتر گئی۔

سفر خاموشی سے کٹنے لگا۔ سیلیسٹ کی نظریں ادریس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ کچھ تو تھا اس کے چہرے پر جو غیر معمولی تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ادریس تم آج میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہے؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ادریس کے گلے میں ایک گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"نہیں۔کچھ تو ہے۔تم نے ایک دفعہ بھی میری طرف نہیں دیکھا۔میں تو تعریف کی امید رکھے بیٹھی تھی۔تم میری طرف دیکھو۔"حکم صادر کیا گیا۔

"سیلیسٹ تمہیں ایسے ہی لگ رہا ہے۔کوئی بات نہیں ہے۔میں ڈرائیو کرتے ہوئے تمہیں دیکھوں گا تو ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔"اس نے اسے مطمئن کرنے کے لیے وضاحت دی۔

"تم گاڑی روکو اور ایک دفعہ میری طرف دیکھو۔"اس نے ضد کی۔

"کیوں ضد کر رہی ہو یار؟"اسے اس کی بلاوجہ ضد پر کوفت ہوئی۔

"مجھے گھر چھوڑ کر آؤ واپس۔"اس نے سپاٹ انداز میں کہا۔پہلی دفعہ وہ اسے اتنا سنجیدہ ہوتے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں؟کیا ہو گیا ہے ایک دم بیٹھے بٹھائے؟میں نے تو ایسا کچھ کہا بھی نہیں ہے جس پر تم خفا ہو۔"ادریس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے ایک دم کون سا دورا پڑ گیا تھا۔

"اگر تم نے مجھے واپس نہ چھوڑا تو میں چلتی گاڑی سے کود جاؤں گی۔"سیلیسٹ کا لہجہ ایسا تھا کہ اگر اس نے اس کی بات نہ مانی تو وہ واقعی ایسا کر گزرے گی۔

"لیکن کیوں؟"ادریس بھی وجہ جانے بغیر کہاں جانے دینے والا تھا۔

"میں نے کہہ دیا کہ مجھے واپس جانا ہے تو بس جانا ہے۔ تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔"اس دفعہ سیلیسٹ کی آواز خاصی بلند تھی۔

"میں تمہارے ساتھ زبردستی کیوں کروں گا؟ میں تو صرف وجہ پوچھ رہا ہوں۔"اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔

"تم واپس چل رہے ہو یا نہیں؟"اس نے اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے سختی سے کہا۔

"اچھا چلتے ہیں واپس۔"

اس نے گاڑی موڑلی۔اس نے دوبارہ اس سے کوئی سوال نہیں پوچھا اور خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔جب گاڑی سیلیسٹ کے گھر کے سامنے رکی تو وہ اس کی طرف مڑی۔

"جیمز اور ہینری انتظار کر رہے ہوں گے۔ تم اگر ادھر نہ گئے تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ آدھے گھنٹے میں تمہیں وہاں ہونا چاہیے۔ٹھیک ہے؟"سیلیسٹ نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے سختی سے حکم سنایا۔اس نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔وہ مزید کچھ کہے بغیر گاڑی سے نکل کر گھر واپس چلی گئی۔وہ اس کے جانے کے بعد چند لمحے بند دروازے کو دیکھتا رہا اور پھر ایک گہری سانس بھری اور گاڑی سڑک پر دوڑانے لگا۔

حکم بجالانا لازمی تھا۔اسے مالکن تسلیم کیا تھا تو غلامی بھی فرض تھی۔اس میں کوتاہی کرنا بے ایمانی تھی۔

×-×-×-×-×-×

جاری ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842